جہاد افغانستان کے حق پرست بعض حقانی شہداء کا تذکرہ

جس طرح مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کیلئے قہر الٰہی ثابت ہوا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ اپنے قابل فخر فضلاء کی شکل میں دنیا کی ظالم اور جابر اشتراکی قوت کے لیے سکندری بن گیا۔

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

غیور و جسور مسلمان مملکتِ افغانستان میں روس نواز اور بالآخر روسی انقلاب کے بعد حمیت اسلامی سے سرشار علماء حق مشائخ کرام اور جاں نثار مجاہدین کی جماعتوں نے روسی سامراجیت کے مقابلہ میں جس سرفروشی اور قربانی کا مظاہرہ کیا اس نے اسلام کی تاریخ جہاد و عزیمت میں ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے اور خدائے ذوالجلال کے ممنون ہیں۔ کہ اس طویل اور عظیم جہاد میں جو شاید اس صدی میں سرخ روسی سامراج کے مقابلہ میں پہلا بھرپور اور عظیم جہاد تھا۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعلیم پانے اور اس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور فضلاء کا بھی عظیم حصہ ہے یہ حقانی جاں نثار اس کارزارِ حق و باطل کی فرسٹ لائن ثابت ہوئے اور جیسا کہ دارالعلوم حقانیہ کا مادر علمی دارالعلوم دیوبند اپنے دور میں مغربی سامراج کے لیے قہر الٰہی ثابت ہوا اس طرح آج بحمد اللہ دارالعلوم حقانیہ اپنے مستفیدین اور قابلِ فخر فضلاء کی شکل میں دنیا کی سب سے بڑی ظالم و جابر اشتراکی قوت کے لیے سدِ سکندری بن گیا۔ اور کئی جماعتوں اور اہم محاذوں کی باگ کمان ان کے ہاتھ میں تھی ہم اس جہاد کے تمام شہداء۔ تمام مجاہدین کو عموماً اور اپنے حقانی فرزندوں کو خصوصاً سلام پیش کرتے ہیں جن کے دم سے آج پانی پت، بالاکوٹ اور شاملی کی تاریخ قندہار و پکتیا، پکتیکا، گردیز، ہرات اور جلال آباد و کابل میں دہرائی گئی۔

اس جہاد میں دارالعلوم حقانیہ کے جو عظیم سپوت شہید ہو گئے ہیں ان کی تعداد کئی ہزار سے متجاوز ہے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ حضرت مولانا سمیع الحق کے قلم سے نذر قارئین ہے جو وقتاً فوقتاً آپ لکھتے رہے تمام شہداء حقانیہ کے لیے مستقل کتاب اور دفتر بے پایاں چاہیے تاہم مشتے نمونہ از خروارے بعض کے حالات نذر قارئین ہیں۔ مفصل تذکرہ کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے گو اصل دوام و ثبات اور حیات جاودانی تو جریدہ عالم انہیں حاصل ہو چکی ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

من المؤمنين رجالٌ صدقوا ما عاهدوا الله عليه. فمنهم من قضىٰ نحبه ومنهم من ينتظر۔ الآیہ

مولانا محمد اللہ قندہاری شہید

ناموسِ اسلام پر مر مٹنے والے یہ نوجوان گل سر سبد، ۱۱ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ میں دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے۔ دراز قد گرانڈیل جوانی کم گو اور باوقار، والد ماجد کا نام مولانا عبدالقادر ہے۔ قندہار کے قریہ زنگ آباد ہنجوائی سے تعلق تھا۔ دارالعلوم میں دو سال تک موقوف علیہ دورہ کی تکمیل کی پھر دورہ حدیث شریف میں شامل ہوئے۔ ابھی سہ ماہی امتحان ہوا تھا کہ افغانستان میں انقلاب کے بعد طبل جہاد بلند ہوا۔ دورۂ حدیث شریف شوق جہاد میں ناتمام چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ چند دوستوں کا ایک گروپ تھا۔ پابرکاب ہوا تو سب نے غسل کیا، صاف ستھرے کپڑے پہن کر نوافل پڑھے پھر اساتذہ کے پاس آکر اجازت طلب کی اور جہاد کی فتح اور اپنی شہادت کی دعا کروائی۔ دوستوں سے کہا معلوم نہیں پھر ملیں یا نہ ملیں۔ کیا عجب لیلائے شہادت سے ہمکنار ہو جائیں۔

وہاں جا کر حرکت انقلابِ اسلامی افغانستان سے وابستہ ہوئے اور قندہار کے محاذ پر کام شروع کیا اور اس اثنا میں افغان حکومت نے انہیں گرفتار کر کے قندہار جیل میں بند کر دیا۔ ان کے ساتھ کئی ایک اور دارالعلوم حقانیہ کے حقانی طلباء بھی رفیق جیل تھے۔ یہاں ملا محمد اللہ

قندہاری مرحوم پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے۔ بجلی کے ظالمانہ شارٹ بے دردی سے دیئے جاتے۔ بھوکا پیاسا ہفتوں تک رکھا گیا۔ ساتھیوں کے ہاتھ بھی پشت کی طرف باندھ دیئے جاتے کہ کوئی انہیں ایک گھونٹ پانی نہ دے سکے وہ ترستے رہے مگر عزم ایمانی میں تذبذب نہ آیا۔ سرخ سامراج کے کارندے افغان سپاہی آہنی بوٹوں سمیت انہیں سیدھے منہ لٹا کر پیٹ پر اور جسم کے نازک حصوں پر اچھلتے کودتے مگر وہ جو کہ روح بلالی سے سرشار تھے۔ عزیمت و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے بارہا انہیں پشت کی جانب باندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ٹھوکر ماردی جاتی اور وہ گردن کے بل نیچے لڑھک جاتے اسی حالت میں ایک بار سیڑھیوں سے اترتے ہوئے انہیں دھکا دیا گیا وہ زمین پر آرہے اور گردن ٹوٹ گئی۔ اس طرح ایک مجاہد عظیم کی روح قندہار جیل میں اپنے مطلوب و محبوب، شہادت اور وصال حقیقی سے سرشار ہوئی۔ کئی ان کے ساتھی حقانیہ کے طلباء حالیہ انقلاب تک اسی جیل میں رہے۔ مرحوم کیسے استعداد اور علمی ملکات کے مالک تھے اور آئندہ چل کر کتنے بہترین عالم بن جاتے اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ انہوں نے موقوف علیہ درجہ کے سالانہ امتحانات میں مشکوٰۃ میں ۹۰ بیضاوی میں ۸۵ جلالین میں ۱۰۰ اور فوزالکبیر میں ۵۵ نمبرات حاصل کئے۔ فرحمه الله وارضاه۔

مولانا شیراجان شہیدؒ

ولدیت کابل اولسوالی (تحصیل) سروبی افغانستان کے یہ شہید اسلام دارالعلوم حقانیہ میں درجہ علیا کی کتابیں مشکوٰۃ شریف جلالین شریف وغیرہ پڑھتے رہے کہ جذبۂ ایمانی سے سرشار روح نے بے چین کر دیا اور نمناک آنکھوں سے مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ کو الوداع کہہ کر عازمِ وطن ہوئے اپنے عظیم اور مجاہدانہ خدمات کی بنا پر حرکت انقلاب اسلامی کی جانب سے اپنے علاقہ کے سارے محاذ جبہ سروبی کے امیر (کمانڈر) مقرر ہوئے اور دشمن کو زک پہنچاتے رہے۔ افغانی تقویم کے ۲ برج ثور کو صبح نماز فجر سے فارغ ہوئے تھے کہ اشتراکی ایمان فروش خلقی ایجنٹوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور گرفتار ہونے کے بعد بے دردی سے شہید کر دیئے گئے ظالموں نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اخلاق و انسانیت سے عاری ملعون روسی کارندوں نے اس شہید طلبگار علوم نبوت، طالب العلم اور نوجوان مجاہد کی لاش کو ٹریکٹر سے باندھ کر سروبی کے بازار میں پھرا پھرا کر روندھ ڈالا اور اس دوران اشتراکی افغان ایجنٹ لاش مبارک پر پیشاب بھی کرتے رہے اور ایک شہید کی ڈاڑھی بھی نوچ نوچ کر اپنی ذلت ابدی میں اضافہ کرتے رہے۔

مرحوم نے دارالعلوم میں قیام کے دوران اخلاقی اور علمی صلاحیتوں اور خوبیوں کا مظاہرہ کیا۔ سہ ماہی امتحان (۱۳۹۶ھ) میں انہوں نے مشکوٰۃ شریف میں ۱۰۰ نمبرات لیے اور بیضاوی، جلالین، ہدایا خیرین میں بھی عمدہ نمبرات سے کامیاب ہوئے اور پھر سب سے شاندار کامیابی تو کارزارِ حق و باطل میں حاصل کی کہ روح مبارک نے پکار کر کہا ہوگا کہ فزت ورب الكعبة رب کعبہ کی قسم حقیقی کامیابی تو یہی تھی۔ خدائے حیی قیوم اس "شیر بیشہ اسلام شیراجان" کے خون شہادت کے صدقے گلشن اسلام کو دشمن کے تاخت و تاراج سے محفوظ کر دے۔

مولانا محمد ایوب قندہاری شہیدؒ

اسلام کے اس فرزندِ جلیل دارالعلوم حقانیہ کے اس اولوالعزم حقانی فرزند نے حال ہی میں نہایت اہم اور شاندار خدمات انجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا، وہ اپنے محاذ کے قائدانہ فرائض اور ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے۔ اپنے مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ نے انہیں ۱۱ شوال ۱۳۸۶ھ کو اپنی آغوشِ علم و معرفت میں لیا اور وہ تقریباً دس برس تک اس سرچشمۂ کتاب و سنت کے آبِ زلال سے اپنے قلب و سینہ کو شاداب و آباد کرتے رہے۔ ایمان کی یہ کھیتی جب لہلہا اٹھی تو دشمن خدا و رسول اعداء اسلام کے لیے غیظ و غضب کا سامان بن گئی۔ كزرع اخرج شطاه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع يغيظ بهم الكفار۔

حزبِ اسلامی کے عظیم حقانی قائد مولانا محمد یونس خالص کے زیرِ قیادت قہرِ الٰہی بن کر خرمن کفار پر یلغار کرتے رہے، وہ حزبِ اسلامی کے دوسرے عظیم قائد اور مجاہدین حزبِ اسلامی کے چیف کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی (فاضل حقانیہ و سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ) کے دست راست اور معتمد ترین ساتھی تھے کہ مادرِ علمی میں بھی طالب علمی کا طویل عرصہ دونوں نے ایک ساتھ گزارا تھا۔ حال میں مولانا جلال الدین چیف کمانڈر پکتیا وغیرہ جب دارالعلوم تشریف لائے اور جامع مسجد دارالعلوم میں طویل خطاب فرمایا، تو دوران خطاب اپنے اس عظیم ساتھی کی شہادت کا ذکر کیا اور بڑے درد سے کہا کہ ان کی شہادت سے میرا دستِ راست ٹوٹ گیا اس مجسمہ علم و عمل شہید عالم حقانی نے دارالعلوم میں زندگی کا ایک عشرہ گزارا اور تمام اساتذہ اور طلبہ کو مکارم اخلاق سے گرویدہ بنائے رکھا۔

۱۳۸۶ھ میں دارالعلوم میں داخل ہونے والا یہ ہونہار طالب العلم ۱۳۹۴ھ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اساتذہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر اعلیٰ نمبرات سے فارغ التحصیل ہو کر ایک مدرس مبلغ و مجاہد بن کر نکلا، ان کے والد ماجد کا نام مولانا فقیر محمد تھا۔ قندہار کے مضافات میں ترغی نامی گاؤں کے باشندے تھے۔ مگر ان کی شہادت

سے ۔ "حزب اسلامی افغانستان" ۔ ایک نڈر سپاہی اور جرنیل سے محروم ہوگئی مگر وہ اپنے اقران و معاصرین کے لیے نشانِ راہ بن گئے اور اپنے مادرِ علمی درسگاہِ علم و مرکزِ تربیت کے لیے ذخیرہ عقبیٰ و فرت آخرت بھی

اللّٰھم ارض عنہٗ وارفع درجتہٗ ۔ آمین

مولانا اصلاح الدین حقانی شہیدؒ

اپنی زندگی کی صرف ۲۶ منزلیں دیکھنے والا یہ جوان، شمع اسلام پر نثار ہوگیا افغانستان کے صوبہ لغمان تحصیل قرغئی گاؤں سیاں خاکس میں ملا محمد مبین کے ہاں پیدا ہوئے اپنے ملک اور پھر پاکستان میں تحصیل کرکے کرتے دارالعلوم میں پہنچ گئے موقوف علیہ دورہ کی تحصیل کی اور پھر دورہ حدیث شریف سے ۱۳۹۹ھ میں فارغ ہوئے اور جاتے ہی ملک میں مجاہدانہ سرگرمیوں میں شریک ہوئے ۔ ۱۴۰۱ھ میں اپنی ڈگری لینے آئے تو لرزہ خیز مظالم اور واقعات سناتے رہے ۔ کابل کے رسوائے زمانہ فرنگ جیل کے وحشیانہ ایذاء رسانیوں کے سامنے ڈٹے رہے، کچھ ساتھی تو جیل میں خلعت شہادت پہن چکے اللہ کو منظور تھا کہ ہمارے مولانا اصلاح الدین جیل کے ان شدائد سے بھی بچ کر نکلیں گے اور میدان جہاد کی شہادت سے بہرہ یاب ہوں گے ۔ باہر آتے تو حرکت انقلاب میں کپتانِ عمومی کی ذمہ داری سنبھالی ۔ روسیوں کے ایک بڑے حملہ کا اپنے ساتھ محمد انور اور گروپ سمیت متواتر گیارہ گھنٹے مقابلہ کیا اور فتح پائی ۔ اسی طرح تحصیل علی شنگ میں فتوحات کی شاندار مثالیں قائم کیں بالآخر افغانی تقویم کے حساب سے ، میزان ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کو اخروٹی کے مقام پر شہید کر دیئے گئے ۔

مولانا عبدالخالق شہیدؒ

خدائے قہار کے مغضوب و ذلیل کمیونسٹوں کا نشانہ بننے والے یہ شہید پچھلے دنوں ۱۹۷۹ء افغانستان کے ولایت لوگر میں شہید ہوئے ۔ شہادت سے قبل جہاد و جہدِ ایمانی کے اعلیٰ نقوش صفحہ تاریخ پر مرتسم فرماتے وہ ۱۸ شوال ۱۳۹۶ھ میں دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے ۱۳۹۸ھ میں علوم و فنون کی تکمیل کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ و دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے کا شرف حاصل کیا دورہ حدیث کے امتحانات سالانہ میں ان کا نتیجہ یہ تھا ۔ بخاری شریف ۶۵ ترمذی ۴۰ مسلم شریف ۱۰۰ ابوداؤد شریف ۸۰ ۔ سنن و شمائل ۱۰۰ طحاوی شریف ۱۰۰ دارالعلوم کے فارم داخلہ میں ان کا پتہ یہ ہے ۔ مولانا عبدالخالق ولد سفر محمد مقام اندرہ الکمش ضلع سنمار ، ترکستان ۔ افغانستان ۔

مرحوم معتدل جسم تھے ، گھنی ڈاڑھی سر پر سفید و براق عمامہ حسین کتابی چہرہ جسے دیکھ کر قدیم مشائخ بخارا و ترکستان کی یاد تازہ ہوتی ہے ۔ دارالحدیث میں مسند شیخ کے بالکل قریب اور سامنے بیٹھتے ۔ استاذی زہد و تصوف تقشف اور قناعت کی بنا پر اپنے ساتھیوں میں صوفی عبدالخالق کے نام سے مشہور تھے ، الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کا یہ جلیل القدر فرزند متاع اسلام کی حفاظت کے لیے جان لٹا گیا اور گلشن محمدی کا یہ مہکتا ہوا پھول بھی محبوبِ حقیقی کی راہ میں بکھر کر حیات جاودانی حاصل کر گیا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شہادت کس انداز سے پائی کہ اپنے ساتھی مجاہدین کے ساتھ دشمن پر یلغار کی، جسم پر چھ گولیاں لگیں جب بھی گولی سے جسم میں سوراخ ہو جاتا اپنے کپڑے پھاڑ کر زخم میں ٹھونس دیتے ذرا زخم بند ہو جاتا تو آگے بڑھنے لگتے پانچ گولیوں کے بعد آخری گولی لگی اور جام شہادت نوش فرمایا ۔

مولوی محمد سرور ضیاء شہیدؒ

کاروان شہداء کے یہ رہرو حق ۲۴ شوال ۱۳۹۶ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے اور شہادت سے چند روز قبل تک چار سال برابر دارالعلوم میں تعلیم پاتے رہے ، تعلق افغانستان کے علمی خانزادہ سے تھا ۔ ایک علم دوست عالم مولانا حاجی غلام سید کے گھر قریہ سنگ نیازی السوالی علیگار ولایت افغانستان میں پیدا ہوئے ۔ مقامی مکاتب دینی علوم کی تحصیل کے بعد دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ ہوئے ۔ اخلاق و شرافت ، علم و ذہانت کا یہ گل رعنا اپنے اخلاقِ کریمانہ اور نجابت سے دارالعلوم کو گرویدہ کر گئے ۔ خاموش طبیعت ، متواضع اس باادب طالب علم نے شوال ۱۳۹۹ھ میں دورہ حدیث کی موقوف علیہ کتابوں میں داخلہ لیا ۔ غلغلۂ جہاد نے بے چین کر دیا ۔ شوقِ شہادت و جہاد شوقِ تحصیل علم پر غالب آیا اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو مادرِ علمی سے بعزم جہاد عازم وطن ہوئے اور حزبِ اسلامی کے ایک گروپ کے زیر کمان اپنے علاقہ میں جہاد و جہد اور فدائیت کے عظیم مظاہرے کرتے ہوئے ۱۵ جدی کو علاقہ علیگار میں مجاہدین کے ایک سرکیف دستہ کی معیت میں جام شہادت نوش فرما گئے عمر ۲۰ ۔ ۲۲ سال کے لگ بھگ ہوگی ، جاتے وقت وصیت کر گئے تھے کہ دارالعلوم کی طرف سے نصاب کی مستعار کتابیں بعد از شہادت دارالعلوم کو پہنچائی جائیں علوم دینیہ کی دو چار ذاتی درسی کتابوں کے بارہ میں بھی کہہ گئے کہ مادرِ علمی کے کتب خانہ میں داخل کر دی جائیں ۔ دوستوں نے وصیت پر عمل کیا ۔ ایک شہیدِ راہ حق کا یہی کچھ اثاثہ تھا اور ایک متاع گرانمایہ جان ، جو جان آفرین کے سپرد کر گئے اور کتابیں مادرِ علمی پہنچ گئیں ؎

چند تصویرِ بتاں اور چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

حزب اسلامی افغانستان کے سرکاری اور جنگی گزٹ "شہادت" نے ربیع الاول ۱۴۰۰ھ کے شمارہ میں چمن اسلام کے اس زرخیز پھول کو جو کھلنے سے قبل ہی عظمت اسلام پر نچھاور ہوگیا ہے طویل کالم میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"این رہ رو راہ حق شہید (مولوی صاحب ضیاء)
در طول مدت شدہ از موقع ورود تا لحظۂ شہادت در آنجا
از ہیچ نوع رشادت دلاوری و فداکاری در راہ براندا ختن
کاغیان زمان دریغ نکرد کہ جد و جہد و بیش رفت روز افزوں
این مجاہد اکبر در امور جہاد شہرہ خاص و عام است این
فدائی راہ اسلام بالآخر بعد از جانفشانی ہائے زیادی در راہ
اعلاء کلمۃ اللہ بہ تاریخ ۵، جدی در عملیاتیکہ علیہ ملحدین در ود
لسوالی علیگار از طرف مجاہدین سرکیف حزب اسلامی صورت
گرفت داعی اجل را لبیک گفتہ بہ شہادت رسید"

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آخر میں اس مجاہد جلیل کی فدائیانہ اور مومنانہ تعلیم و تربیت پر ان کے مادر علمی دار العلوم حقانیہ سے تعزیت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"حزب اسلامی بدین وسیلہ تسلیت و ہمدردی خود را بہ
فاعیل محترم شان واستاران دار العلوم حقانیہ کہ چنیں شاگرد
فداکاری تربیہ نمودہ اند اظہار نمودہ از بارگاہ ایزد توانا صبر
کامل واجر جمیل برایشاں مسئلت می نماید"

علوم و فنون میں آپ کی استعداد و صلاحیت یہ تھی کہ دار العلوم کے سالانہ امتحان میں تلویح و توضیح میں ایک سو دو اور شرح عقائد میں سو نمبرات حاصل کئے۔

مولانا باقی باللہ شہید رحمہ اللہ

مولانا باقی باللہ ولد مولانا حبیب اللہ سکنہ اخوند خیل میری غزنی افغانستان ۸ سال قبل ۱۱، شوال ۱۳۹۲ھ کو دار العلوم حقانیہ میں داخل ہوئے علم و عمل کا یہ شجرہ طوبیٰ اب بار آور ہونے کے قریب تھا۔ اور اس سال ۱۴۰۰ھ میں وہ یکم محرم سے دورہ حدیث شریف میں شامل ہوگئے۔ اس وقت وہ بظاہر بڑے پرسکون تھے، نورانی چہرہ **سیماھم فی وجوھم من اثر السجود** مگر اپنے علاقہ غزنی میں آنے سے قبل کفر سے برسر پیکار رہ کر زخمی ہوگئے تھے زخم اندر اندر سے رستا رہا کچھ عرصہ بعد مجھ سے پشاور کے کسی ڈاکٹر کے نام تعارفی خط مانگا۔ میں نے کہا کہ بظاہر تو آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ انہوں نے دامن اٹھا کر اپنا پہلو دکھایا تو ایک گھاؤ تھا جو ناسور بن رہا تھا۔ ڈاکٹر نے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیر علاج رکھا پھر اپریشن کیا گیا مگر ملأ اعلیٰ کی ملکوتی کائنات مشتاق دید تھی زخم بڑھتا گیا اور وہ ۲۹، فروری سنہ ۱۹۸۰ء مطابق ۱۲، ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ کو ہسپتال میں واصل بحق ہوئے۔ نماز جنازہ پشاور میں پڑھائی گئی اور مشہور عارف و صوفی عبد الرحمٰن بابا کے قبرستان میں غریب الوطن طلبگار علوم نبویہ، شہادت حقیقی و حکمی کے چند در چند درجات پاتے ہوئے سپرد خاک ہوئے ؎

زمین زخون شہیدان ما خضاب گرفت
چنیں عبث تو بہ سرخی این شفق منگر

جماعت مجاہدین حرکت انقلاب اسلامی کی طرف سے ان کو دیا گیا شناختی اور تعارفی کارڈ اس وقت ان کے نورانی اور حسین پیکر کے ساتھ میرے سامنے موجود ہے جس پر امیر حرکت مولانا محمد نبی محمدی صاحب کی طرف سے پشتو میں یہ ایمان پرور عبارت لکھی گئی۔

گرانہ مجاھدہ مسلمان وروره باقی باللہ ایمانی جذباتو محصول خدمتونہ موخدائ قبول کړه په گران افغانستان دکفر توره تیاره راغلی ده همت ملا کلکه وتړه وکمیونزم استبدادی رجیم سره مردانه وارجهاد وکړه توفیق مونصیب شه۔

ترجمہ: یعنی میرے عزیز گرانقدر مسلمانی بھائی تمہارے ایمانی جذبات پر مبنی خدمات کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ عزیز افغانستان پر کفر کے گہرے اندھیرے چھا گئے ہیں۔ کمر ہمت مضبوطی سے باندھ کر کمیونزم کے رجیم استبداد سے مردانہ وار جہاد کر لو توفیق خداوندی تمہارا شامل حال ہو۔

پھر دیکھئے ہمارے عزیز اور محبوب طالب العلم مولانا باقی باللہ نے اس نصیحت پر کیسے عمل کر دکھایا۔ **فرحمہ اللہ وارضاہ**

(الحق۔ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ)

مولانا سید جان محمد صاحب عرف خاکی جان حقانی شہید رحمہ اللہ

مولانا جان محمد ولد جناب خواجہ محمد، وطن اقامت کوئٹہ، وطن اصلی غزنی افغانستان۔ یکم محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو مادر علمی دار العلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔ کافیہ، شرح وقایہ، اصول الشاشی، مجموعہ منطق اور جمال القرآن پڑھتے رہے۔ ان کا ایک چھوٹا بھائی بھی ساتھ تھا۔ ابتدائی کتب پڑھتا رہا۔ جوش جہاد اور جذبہ شہادت نے مجبور کیا تو دار العلوم سے عارضی رخصت پر جہاد کے لیے چلے گئے ان کے محاذ جنگ میں ایک گروپ "دینی طلباء" کے نام سے مشہور تھا۔ رات کے بارہ بجے انہوں نے دشمن پر چھاپہ مارا۔ اور گروپ کی تعداد سے بڑھ کر خلقی لوگوں کو قیدی بنا کر مرکز لے جانے لگے۔ کہ دشمن کے ٹینکوں نے تعاقب کیا۔ بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ رمضان المبارک کے روزہ کی حالت میں مشین گن کی بوچھاڑ سے عصر کے قریب شہید

ہو کر ارشاد نبویؐ للجنائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاربه کے مطابق نظر سے کچھ قبل رب کریم کے لقاء حقیقی سے سرشار ہو گئے ۔

مولانا حافظ عبدالکریم حقانی شہیدؒ

مولانا حافظ عبدالکریم صاحب اکران صوبہ قندہار کے باشندے تھے ۔ ۱۸ شوال ۱۳۹۳ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے اور ۱۳۹۵ھ میں سند فراغت حاصل کی ۔ آپ دفتر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان میں معاون امیر تھے ۔ بعدازاں ان کو دو سو افراد پر مشتمل ایک جبھہ ناجیہ کی قیادت سونپی گئی ۔ ہر میدان میں آپ نے مردانہ وار مقابلہ کیا ۔ ان کے ہاتھوں بہت سے روسی اور افغان سرکار واصل جہنم ہوئے ۔ ۱۴ رمضان المبارک کو دشمن کے ساتھ ایک مقابلہ میں جب کہ وہ کسی طالب علم کو بچانے کے لیے اٹھے تو ایک گولی آپ کے منہ پر لگی جس سے آپ نے جام شہادت نوش کیا ۔

اچھے اوصاف کے مالک قابل اور ذی استعداد شخص تھے ۔ دورہ حدیث شریف ۱۳۹۴ھ میں پڑھا ۔ سالانہ امتحان جو کہ وفاق المدارس کے زیر انتظام ہوتا تھا ۔ اس میں شرکت کی اور ۳۶۶ نمبر لے کر درجہ علیا میں کامیابی حاصل کی ۔

شہید مرحوم کے اس جبھہ ناجیہ میں چند اور مشہور حقانی فضلاء کے نام یہ ہیں ۔ مولوی سید عبدالرؤف حقانی ، مولوی سید عبدالمجید حقانی ، مولوی سید حبیب اللہ حقانی ، مولوی سید محمد اعظم حقانی ، مولوی سید محمد اکرم حقانی اور سید محمد اکبر حقانی وغیرھم جو روسی کفر والحاد سے برسرپیکار ہیں ۔

مولانا محمد سعید حقانی شہیدؒ

مولانا محمد سعید ولد محمد مرجان صاحب مقام کندہ خیل ڈاکخانہ سید کرم صوبہ گردیز افغانستان ۲۰ شوال ۱۳۷۹ھ کو دارالعلوم میں داخل ہوئے اور علوم وفنون کی تحصیل کرتے رہے ۔ علاقہ گردیز صوبہ خوست کے باڑی قلعہ میں بارودی سرنگ نکالنے میں مصروف تھے ۔ اس گروپ نے ۸۵ بارودی سرنگ (ماینز) نکالیں ۔ اس دوران ایک سرنگ پھٹ جانے سے ایک ہاتھ کٹ گیا مگر لٹکتا رہا نصف گھنٹہ بعد کاٹ دیا گیا مجاہدین نے جمع ہو کر انہیں فوری طبی امداد پہنچائی ۔ چلتے پانی مگر جانبر نہ ہو سکے اور خلعت شہادت سے باریاب ہوئے ۔ اس وقت آپ علاقہ فری مرکز سے وابستہ تھے دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد خوست کے موضع بارہ منڈی کے دینی مدرسہ میں درس و تدریس کرتے رہے ۔

مولانا محمد نعیم حقانی شہیدؒ

مولانا محمد نعیم ولد مولانا مخدوم مقام ورخان ضلع بدخشاں افغانستان

مولوی سید شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہوئے ۱۴ شوال ۱۳۸۵ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے ۔ ۱۳۹۱ھ میں دارالعلوم سے سند فراغت حاصل کی ۔ تقریباً چھ برس اس مرکز علمی میں تحصیل علم میں مشغول رہے ۔ اعلیٰ استعداد کے مالک تھے ۔ درجہ علیا میں کامیابی حاصل کی ۔ اپنے محاذ اور جبھہ کے کمان کی مارٹر گن سے ایک روسی حملہ آور جہاز کو بھی مار گرایا زرمت ولایت پکتیا میں مصروف جہاد تھے کہ شہادت پائی ۔

مولانا عبدالوہاب حقانی شہیدؒ

مولانا عبدالوہاب ولد مولانا محمد اکرم سکنہ بیتہ دار کوہستان شمالی افغانستان پروان ۱۵ شوال ۱۳۸۴ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی ۔ بہترین علمی استعداد کے مالک تھے اسی بنا پر ۸۶ - ۱۳۸۵ھ میں ایک سال تک اپنے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کی خدمات بھی انجام دیں ۔ اس کے بعد کابل کے مدرسہ زریہ میں شیخ الحدیث تھے جنگ میں بھرپور حصہ لیا ۔ دو اڑھائی سال سے عدم پتہ ہیں ۔ اغلب گمان یہ ہے کہ جام شہادت نوش فرما چکے ہیں ۔

مولانا غلام محمد صاحب حقانی شہیدؒ

مولانا غلام محمد صاحب ولد جناب مسافر خان صاحب کوٹ ۔ ڈاکخانہ وتحصیل سرشاہی جلال آباد افغانستان علاقہ زرمت میں شہید ہو گئے ۔ آپ ۱۵ شوال ۱۳۸۴ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے دورہ حدیث شریف کی موقوف علیہ کتابیں یہاں پڑھیں ۔ حمداللہ تبارک وتعالیٰ ۔ (الحق ، مارچ ۱۹۸۱ء)

مولانا احمد گل حقانی ــــ مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت

" مولانا احمد گل حقانی شہیدؒ اور مولانا حبیب الرحمن عرف مولانا فتح اللہ شہید فاضلان دارالعلوم کی شہادت کا واقعہ ستمبر ۱۹۸۵ء کو پیش آیا ۔ مولانا احمد گل صاحب مورخہ ، ستمبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ خوست کے محاذ پر سفاک روسی فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ بنے جبکہ مولانا حبیب الرحمن نے اس کے ایک ہفتہ بعد اسی محاذ پر جام شہادت نوش کیا ۔ ان دونوں شہیدین کی شہادت کی خبر جب دارالعلوم حقانیہ پہنچی تو اساتذہ طلباء نے مل کر ان کے ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن پاک کیا اور تعزیتی اجلاس منعقد کئے ۔ ان دو مختلف تعزیتی اجلاسوں سے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا جسے مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے قلمبند کیا ۔ پہلا خطاب ۸ ستمبر بعد از نماز عصر اور دوسری تقریر ۱۴ ستمبر بعد از نماز عشاء ۔

کی ہے"

حضرات اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ! اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم اور عنایت و توجہ ہے جس نے ہمیں اپنے علوم و معارف، قرآن و حدیث اور دینی مدارس سے وابستہ کر دیا ہے اور آج ہم اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جانیں قربان کر دینے والے افغان مجاہدین و شہداء کے ایصال ثواب کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اور اللہ نے یہ احساس بخشا ہے ورنہ اب تو امت پر مجموعی حیثیت سے بڑا زوال اور انحطاط کا دور آیا ہے آج سے ساٹھ ستر سال قبل مسلمانوں کے ہنگامے، ان کے جلوس، ان کی ہڑتالیں ان کی سیاست اور ان کی ہر قسم کی مسلمانوں کی فلاح، ان سے ہمدردی نصرت امداد ان سے غم اور پریشانیوں کو دور کرنے کی غرض سے ہوا ہے۔

مشرق میں جنگ ہوتی تو مغرب کے مسلمان پریشان ہو جاتے اور اگر مغرب میں کسی مسلمان کو تکلیف پہنچتی تو مشرق کے مسلمان اس کو اپنے دل میں محسوس کرتے۔ ترکی میں، بلقان میں، افریقہ میں، غرض جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی آفت آتی تو برصغیر میں حساس مسلمان، علماء اور قائدین اور سیاستدان بے چین ہو جاتے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ مسلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جسد واحد قرار دیا ہے۔ اذا اشتکی بعضہ اشتکی کلہ۔ جب جسم کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس سے سارا وجود درد محسوس کرتا ہے اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کو سارا جسم محسوس کرتا ہے جسم کا ہر حصہ دوسرے حصہ سے مربوط اور خوشی و مسرت اور دکھ درد میں شریک ہے۔

مگر اب کے تیس چالیس سال سے میں بڑی تبدیلی محسوس کرتا ہوں اب برصغیر کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ تحریک خلافت ہو یا بلقان کی جنگ ہمارے اسلاف، اکابر علماء دیوبند نے کتنا شاندار کردار ادا کیا۔ ترکی میں خلافت کے زوال کو پوری امت نے زوال محسوس کیا۔ اور برصغیر میں تحریک خلافت نے مسلمانوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے دل کھول کر چندے دیتے اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مسلمان ان کی کامیابی کے لیے خدا کی بارگاہ میں گڑگڑاتے۔

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو دیوبند کے کسی رئیس نے اپنی بیٹی نکاح میں دے دی۔ جب خلوت میں اپنی دلہن کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ سونے کے زیورات سے لدی ہوئی ہے۔ آپ نے نئی نویلی دلہن پر توجہ کئے بغیر اسی کمرہ میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے اور نماز پڑھتے رہے، فارغ ہوئے تو بیوی کے قریب ہو کر اسے یوں تقریر کی دیکھو! تم ایک امیر و رئیس کی صاحبزادی ہو اور میں فقیر و غریب اور ایک مسکین انسان ہوں، نکاح کے بعد اب تمہارا اور میرا ایک ساتھ جڑا ہو گیا ہے، ہمارا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے مگر یہ نبھاؤ بظاہر مشکل ہو گیا کہ تو امیر ہے اور امیر کی بیٹی ہے، میں فقیر ہوں اور فقر کو پسند کرتا ہوں، ہمارا گذارا تب بہتر ہو سکے گا جب دونوں ایک ہو جائیں یا میں امیر بن جاؤں یا تو فقر اختیار کرے۔ جہاں تک میری امارت اور دنیا پسندی کا تعلق ہے وہ تو ناممکن ہے، البتہ آپ کو فقر و مسکنت کی راہ اختیار کرنا آسان ہے، اب آپ جونسی راہ اختیار کریں گی مستقبل کے لحاظ سے ہمارے تعلق کا اس پر نتیجہ مرتب ہو گا۔

مولانا نانوتویؒ تو فقر اور زہد اور ورع و تقویٰ کے پہاڑ تھے، بیوی نے ان کی تقریر سن کر بڑی خوشی سے کہہ دیا کہ میں فقر و غربت کی راہ اختیار کرتی ہوں اور میرے سارے زیورات وہ آپ کی ملکیت ہیں اور آپ کو اختیار ہے جہاں اور جیسے چاہیں استعمال کریں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اسی وقت بغیر کسی تاخیر کے اپنی دلہن سے تمام کے تمام زیورات اتار لئے اور صبح بلقان کی جنگ میں مسلمانوں کی اعانت و نصرت کے لیے چندہ میں داخل کر دیئے۔

آج ہمارے پہلو میں سرحد پر افغانستان کے مسلمانوں کی زبردست جنگ شروع ہے اور میرا شرح صدر ہے کہ تاریخ میں یہ جنگ بدر و حنین اور احد و احزاب کے مناظر پیش کرتی ہے، وہی معرکہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو پیش آیا۔ وہاں تو صحابہؓ کیلئے دعا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس موجود تھی، ان کے سامنے وحی کا نزول ہوتا تھا، مگر آج تو چودہ سو سال بعد پھر ایسا معرکہ کارزار گرم ہوا ہے کہ مجاہدین صحابہؓ کی طرح سر کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان کارزار میں کود پڑے ہیں، یہ ان ہی کا زبردست اور مضبوط ایمان ہے، نہتے اور مٹھی بھر اور انگلیوں پر گنی جانے والی تعداد ایک سپر پاور روس جیسے درندہ صفت فوجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

آج ہمارے قائدین، ہمارے علماء، ہمارے سیاستدان اور لیڈر ادھر سے غافل ہیں، ہماری سرحد پر ہمارے بھائی، ہمارے مسلمان، ہماری ملت کے محافظ مجاہدین، مسلمان افغانستان خاک و خون میں تڑپ رہے ہیں، ان کی عزتیں لٹ رہی ہیں، ان کے بچے کٹ رہے ہیں، ان کی عصمت دری کی جا رہی ہے مگر یہ ہیں کہ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اللہ پاک نے دارالعلوم حقانیہ کو ہزارہا انعامات و سعادتوں سے نوازا ہے۔ مگر سب سے بڑی اور سب سے اہم سعادت یہ ہے کہ آج جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کا اسی فیصد حصہ ہے، اور یہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے۔ ہر محاذ پر، ہر جماعت میں، ہر میدان میں

دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلباء کا کردار نمایاں قائدانہ اور گویا جہاد کی اصل روح ہے۔

چند روز قبل ہفت روزہ "تکبیر" (کراچی) کے مدیر اور مشہور صحافی محمد صلاح الدین اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد افغانستان کے مختلف محاذوں پر گئے اور اپنے رسالہ کا افغانستان نمبر نکالا۔ آپ حیران ہوں گے کہ

اس نمبر میں انھوں نے اپنے تاثرات ومشاہدات میں لکھا ہے کہ وہ محاذ پر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کا ولولہ، جذبہ جہاد اور محاذ جنگ پر سرفروشانہ کردار دیکھ کر حیرت میں ڈوب کر رہ گئے، اور ان کی تحسین وعقیدت میں صفحات کے صفحات لکھ ڈالے۔ مولانا جلال الدین حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) مولانا محمد ابراہیم حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) اور مولانا احمد گل حقانی (شہید) کو اس دور کا امام ابن تیمیہ، امام السنوسی اور امام شامل قرار دیا۔

یہ جلال الدین حقانی، یہ محمد ابراہیم حقانی اور احمد گل حقانی وغیرہ کون ہیں؟ یہ آپ کے دارالعلوم کے فاضل ہیں، انھوں نے آپ کے ساتھ یہاں دارالعلوم میں زندگی کا طویل حصہ گذارا، ان کی طالب علمانہ زندگی بھی زہد وتقویٰ کا نمونہ اور پاکیزہ تھی۔ انہیں اپنے مادر علمی کا احترام تھا اور اپنے شیخ اور اساتذہ سے بیحد عقیدت تھی، اور آج اللہ نے ان کو جہاد وحفاظت دین کی کتنی عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔ دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر جہاد کرتے ہیں اور رات کو اللہ کی بارگاہ میں عجز ونیاز اور کامیابی کی دعا کی خاطر جبین نیاز جھکاتے ہیں۔

یہ اب جس محاذ پر لڑائی سخت ہوگئی ہے، اور ان آٹھ دس دن میں روس نے جو ۹ سالہ تسلط واقتدار اور اس دوران افغان مجاہدین پر حملوں میں یہ سب سے بڑا حملہ کیا ہے اور جہاں اب سخت اور فیصلہ کن جنگ جاری ہے۔ دونوں طرف زخمیوں سے ہسپتال اٹے پڑے ہیں۔ یہاں بھی دوسرے محاذوں کی طرح دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء پیش پیش ہیں۔ کمانڈ اور قیادت ان کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا محمد ابراہیم حقانی اسی محاذ پر دشمن کو بارہا دندان شکست دے چکے ہیں اور اب کافی عرصہ سے انہوں نے خوست کی فوجی چھاؤنی کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دن بدن وہ اپنے محاصرے کو تنگ کئے جا رہے تھے جس سے روسی کارمل حکومت بے حد پریشان ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ یہ چھاؤنی مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہو جاتے روس نے پیش بندی کی خاطر پوری قوت سے اس محاذ کو کچلنے کی خاطر بہت بڑا حملہ کیا۔

آج ہم جس غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ مولانا احمد گل حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) جو اس محاذ پر مجاہدین کے کمانڈر اور روح رواں تھے اور ۵ ہزار مجاہدین کی فوج انکے زیر کمان تھی، روسی دشمن سے زبردست مقابلہ کرتے ہوئے اپنے دوسرے رفقاء اور دارالعلوم کے فضلاء کے ساتھ شہید ہو گئے ہیں اور ان کی نعش کو میران شاہ لایا گیا ہے آج کے نوائے وقت میں مولانا احمد گل حقانی کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ مولانا احمد گل حقانی، دارالعلوم کے لائق اور ہونہار فاضل تھے۔ ذہین اور محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ سے خصوصی تعلق تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے قریب ترین تلامذہ میں سے تھے، آپ کی مسجد میں بھی رہے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی امامت بھی ان کے ذمہ تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ جہاد کی چھاؤنی ہے۔ دارالعلوم ایک چار دیواری یا مخصوص نصاب تعلیم کا نام نہیں بلکہ وہ ایک عالمی اور بین الاقوامی تحریک ہے جو ہر جگہ اور ہر محاذ پر باطل سے برسر پیکار ہے، جن میں سرفہرست اور سب سے زیادہ نمایاں محاذ، روس جیسی سپر پاور سے جنگ ہے جس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلباء پیش پیش ہیں۔

عزیز طلبہ! آپ کے سامنے دارالعلوم حقانیہ کے قدیم طلباء اور فضلاء، بالخصوص مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا احمد گل حقانی کا کردار بطور نمونہ موجود ہے۔ دس فیصد محبت اور اخلاص بھی پیدا ہو جائے تو اللہ پاک سو فیصد کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا ہے۔

مولانا احمد گل ایک نیک سیرت، سادہ اور محنتی طالبعلم تھا، عبادت ذکر فکر اور اپنے اسباق پر اس کی پوری توجہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جرنیل اور آج اخروی درجات وترقیات سے نوازا اور شہید بنا دیا۔ آج اپنے پرائے سب انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اور سب کو اعتراف ہے کہ مولانا احمد گل حقانی اور مولانا محمد ابراہیم حقانی اور مولانا جلال الدین حقانی نے میدان کارزار میں محاذ جنگ پر خالد بن ولیدؓ، حیدر کرارؓ اور ابو عبیدہؓ کی یاد تازہ کر دی، انکے ایثار وشجاعت کے نمونے دکھائے۔

علماء اور اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جائیں، نوجوان میدان کارزار میں جہاد کریں، اہل ثروت ان کی امداد کریں، علماء اس کی تبلیغ کریں اور ضعفاء اور تمام مسلمان دعا سے ان کی پشت پناہی کریں کیونکہ جہاد کے بھی مختلف درجات ہیں، کچھ لوگ میدان جنگ میں لڑتے ہیں کچھ ان کے لیے رسد، خوراک اور تعاون ونصرت کی کوشش کرتے ہیں، کچھ مجاہدین میں جذبہ جہاد اور ولولہ پیدا کرتے ہیں، کچھ رائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں اور کچھ شب و روز اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کر کے ان کی فتح مندی کی دعائیں کرتے ہیں۔

میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ مسلمان جسد واحد ہیں۔ افغان مجاہدین ومہاجرین کی پریشانی ہماری پریشانی ہے۔ اگر ہمارے اندر بے چینی اضطراب، ہمدردی، فتح ونصرت کے لیے دعا والحاح اور افغان مجاہدین و مہاجرین کے مسائل سے دلچسپی نہیں ہے تو خطرہ ہے کہ اس عذاب اور ان مصائب کا رخ ادھر پھیر دیا جائے۔

ہم قرآن کی غرض بھی مولانا احمد گل اور دارالعلوم کے دوسرے کثیر تعداد میں شہید ہونے والے فضلاء اور طلباء کو ایصال ثواب اور ان کے رفع درجات کی دعا کرنا ہے اور یہ کہ باری تعالیٰ اس روسی اژدھے سے افغانستان کو نجات دے اور مسلمانان عالم کو اتحاد واتفاق اور فتح ونصرت عطا فرمائے۔

مولانا فتح اللہ حقانی

ابھی آپ کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے دارالعلوم کے ایک دوسرے فرزند فاضل مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی خبر سنائی اور مجاہدین کی فتح، دعائیں اور شہداء کے لیے ایصال ثواب کی تقریب میں شرکت کا کہا۔ واقعۃً مجاہدین، شہداء، بالخصوص ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی معاونت، نصرت اور دعا وایصال ثواب کرتے رہیں۔

اس سے قبل گزشتہ جمعہ کو مولانا احمد گل حقانی شہید ہوئے، اور اب ہفتہ بعد مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی جانکاہ خبر ہم سن رہے ہیں۔ جہاں تک شہادت کی بات ہے ہمیں اس پر افسوس، ندامت اور اظہار غم اور نالہ و ماتم نہیں کرنا چاہیئے یہ تو اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل و کرم احسان و عنایت ہے کہ اس بے دینی، بے راہ روی اور فتنوں کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کو جہاد و شہادت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ یہ فخر اور عزت و افتخار کا مقام ہے کہ آج عالمی پریس اور نشر و اشاعت کے عالمی ادارے ہمارے فضلاء کا نام لیتے اور ان کے نام کے ساتھ حقانی کی نسبت کا لاحقہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ جہاد و شہادت کا عظیم مقام ہے۔ حضرت صحابہ کرامؓ کی یہ تمنا ہوا کرتی تھی کہ کاش! جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل ہو اور اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو، ہمارے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، ہاتھ پاؤں توڑ دیئے جائیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس کی تمنا کرتے کہ کاش میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کر دیا جاؤں پھر شہید کر دیا جاؤں اور جب تک قیامت قائم نہ ہو یہ سلسلہ جاری رہے۔

حضرت سعد بن وقاصؓ ایک جلیل القدر صحابی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں اول من رمی فی سبیل اللہ کا شرف ان کو حاصل ہے۔ احادیث میں ان کے بڑے مناقب آتے ہیں۔ عراق، ایران اور عجمی علاقوں کے فاتح ہیں فرماتے ہیں۔

احد کے روز میرے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن جحشؓ ایک طرف ہو کر فرمانے لگے کہ کل میدان کارزار میں جانے سے پہلے خلوص و الحاح سے دعا مانگ لیں، ایک دعا مانگے دوسرا آمین کہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ اول میں نے دعا مانگی، پھر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ فرماتے ہیں عبداللہ بن جحشؓ نے عرض کیا۔

اللهم ارزقني غدًا رجلاً شديدًا باسه شديدًا حرده يقاتلني واقاتله ثم يقتلني فيجدع انفي واذني فاذا لقيتك تقول يا عبد الله فيما جدع انفك واذنك فاقول فيك وفي رسولك. (اوكماقال)

"اے اللہ! کل میدان کارزار میں ایک ایسے شخص سے میرا سامنا ہو جو گرفت میں مضبوط اور مقابلہ میں توانا و طاقتور ہو، پھر وہ مجھے قتل کر دے، میرا ناک اور کان کاٹ دے، میرا مثلہ کر دے، جب آپ کے ہاں میری حاضری ہو تو آپ مجھ سے دریافت کریں عبداللہ! کس سلسلہ میں آپ کا ناک اور کان کاٹ دیئے گئے ہیں! تو میں عرض کروں یا اللہ! آپ کی اور آپ کے رسولؐ کی محبت میں۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ان کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول کر لی اور جب انہیں میدان کارزار میں دیکھا تو ان کے کان اور ناک کاٹ دیئے گئے تھے۔ تو صحابہؓ میں شہادت کی تڑپ تھی۔

مولانا احمد گل حقانی کی شرافتیں، اخلاص و محبت اور جذبۂ جہاد اور مولانا فتح اللہ حقانی کا اساتذہ سے وابستگی، خلوص و محبت اور ہمارے یہاں کے اساتذہ کے ساتھ انکی صحبتیں اور رفاقت ایک ایک چیز ابھر ابھر کر سامنے آتی۔

مجھے یاد ہے آج سے سات آٹھ سال قبل جب جہاد افغانستان کی ابتداء کی جا رہی تھی اور مولانا احمد گل حقانی آتے تو سامنے والی پٹڑی کے اس پار کھیتوں میں رات گئے تک ٹہلتے ہوئے روسی دشمن سے جہاد اور جنگ کی منصوبہ بندی کرتے، نقشے بناتے عزائم دہراتے، رفقاء اور ساتھیوں کی نصرت حاصل کرنے کے خاکے بناتے۔ یہ ساری چیزیں مجھے کل کی تازہ بات کی طرح یاد ہیں اور گاہے دل میں یہ خیال بھی آتا کہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا روسی طاقت سے کون مقابلہ کرے گا؛

مگر اللہ پاک کو ان خاکوں میں رنگ بھرنا منظور تھا اسکی قدرت کے سامنے ساری انسانی باتیں ہیچ ہو کر رہتی ہیں۔ آج مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی کا عظیم تاریخی کردار امت کے سامنے ہے بچپن سے اور طالبعلمی کے زمانے سے ان کے یہ عزائم رہے تھے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر والا جذبہ اور ان کے دل کی دھڑکنیں قدرت نے انہیں ودیعت کر دی تھیں ؎

فلست ابالي حين اقتل مسلمًا
على اى جنب كان لله مصرعي
وذلك في ذات الاله وان يشاء
يبارك على اوصال شلو ممذع

ہمارے ان علماء دارالعلوم کے فضلاء اور مجاہدین نے ایثار و قربانی کے لازوال نمونے پیش کر دیئے ہیں جس پر صرف دارالعلوم کو نہیں بلکہ پوری ملت مسلمہ کو سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔

مولانا فتح اللہ حقانیؒ بھی ایک عجیب و غریب، مخلص، وفادار اور دارالعلوم کے لائق فرزند تھے، ہمارے ساتھ تو بے تکلف تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بے حد عشق تھا ہر وقت ان کے ساتھ لگے لپٹے رہتے تھے اور دعائیں حاصل کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو میدان کارزار میں عمارت، کمانڈری اور اب شہادت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔

(الحق اکتوبر ۱۹۸۵ء)